International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 02, July-Dec 2023
pp: 478- 491

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

نور محمد غفاری کی معاشی تصانیف کا معاصر تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Noor Muhammad Ghaffari's Economic Works from a Contemporary Perspective

Sher Zaman
Research Scholar, GC University Lahore
Dr. Uzma Saffat
Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies,
GC University Lahore. (Uzmasaffat@yahoo.com)
Laaraib Mushtaq
Research Scholar, GC University Lahore

Abstract

This paper presents an analytical study of Noor Muhammad Ghaffari's contributions to the field of economics, with a focus on how his works resonate within a contemporary context. Ghaffari's writings provide profound insights into economic theories and practices grounded in Islamic principles, addressing modern socio-economic challenges. The study examines his key works, including "Economic System of Islam," "Islamic Rules and Regulations of Trade," "Current System of Insurance and Takaful System of Islam," "The Tariff Law of Islam," and "Economic Life of the Prophet (PBUH)." By critically analyzing these texts, the paper highlights the enduring relevance of Ghaffari's economic thought in contemporary discourse, addressing issues such as economic inequality, sustainable development, and ethical finance. This analysis aims to bridge traditional economic theories with modern realities, offering valuable perspectives for scholars and practitioners.

Keywords: Islamic economics, contemporary relevance, economic theories, Ghaffari's contributions, socio-economic challenges.

تعارف موضوع

معیشت کا لفظ "عیش" سے نکلا ہے اور "عیش" کا معنی ہے "زندگی" اور معیشت کا معنی ہوتا ہے "زندگی گزارنے کے وسائل اور زرائع" جس کے اندر آمدن اور خرچ دونوں شامل ہیں۔ معاشی نظام میں اس بات پر بحث ہوتی ہے کہ پیسہ کمایا کیسے جاتا ہے اور خرچ کیسے کیا جاتا ہے۔ اسلام ایک متوسط اور منصفانہ معاشی نظریہ پیش کرتا ہے۔ اسلامی نظام معیشت نہ تجربات کا مرہون منت ہے اور نہ اقتصادی ماہرین کی ذہنی کاوش کا بلکہ یہ وہ نظام ہے جو اللہ اور اسکے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز کیا ہے۔ اسلام کی وسعت اور جامعیت کے باعث اس میں ہر طرح کے تعبدی امور اور کاروباری معاملات و مسائل کا مکمل بیان موجود ہے اور ہر مسلمان بہ آسانی ان پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ اس آرٹیکل میں نور محمد غفاری کی معاشیات کے موضوع پر لکھی گئی چھ کتب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کتب میں اسلامی معاشیات کا تعارف، تاریخ، اصول، مختلف معاشی اصلاحات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معاشی زندگی کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری: زندگی اور خدمات کا جامع جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب جنوبی پنجاب کے ضلع بھاول نگر کی تحصیل منچن آباد میں ۱۶ اگست ۱۹۴۶ کو پیدا ہوئے۔ نور محمد آپ کے والد محترم نے رکھا اور غفاری لقب نبی کریم سی ایم کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے محبت اور عقیدت کی بنا پر لکھتے ہیں۔ دوسری وجہ حضرت ابو غفاری رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مطالعہ کیا اور ان پر ایک معتبر کتاب "حضرت ابور ذر غفاری کمزور اور غریبوں کے وکیل" تالیف کی اور اسی عقیدت کی بنا پر غفاری کو بطور لقب استعمال کرتے ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کو ہی مشغلہ بنایا تھا طالب علمی کے دور میں بعد میں پھر سیاست کے ساتھ بھی وابستگی ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ڈسٹرکٹ کونسل ہائی سکول مہار والی سے اپنا میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر میں داخلہ لیا اور یہاں ایف اے اور بی اے کے امتحانات درجہ اول میں پاس کئے۔ اسکے بعد گورنمنٹ ٹرینگ کالج ملتان سے بی ایڈ کا امتحان پاس کیا۔ اسکے بعد ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی اور ایم اے معاشیات اور بعد میں پی ایچ ڈی کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ انہوں نے ابو عبید قاسم بن سلام کی کتاب کتاب الاموال کا انگریزی ترجمہ The Book on Finance کے عنوان سے کیا۔ ابن جماعہ کنائی کی کتاب "تذکرۃ السامع والمتکلم فی ادب العالم والمتعلم کا انگریزی ترجمہ کیا۔ جو پاکستان میں چھپی ہے۔ اپنے تعلیمی فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ تالیف اور تصنیف کا بھی کام شروع کیا۔ غفاری صاحب نے پاکستان اور بیرون پاکستان مختلف علمی مجلات کے لئے اردو عربی اور انگریزی زبان میں بہت

سارے مقالات لکھے جو شائع ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کے مشہور مجلات میں سے رابطہ عالم اسلامی مکہ المکرمہ کا مجلہ، ندوۃ العلماء لکھنو ہند کے مجلہ الندوہ، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے الدراسات الاسلامیہ اسی ادارہ کا مجلہ فکر و نظر اردو میں اور انگریزی میں اسلامک سٹڈیز میں لکھے جو شائع بھی ہوئے۔ کنگ عبد العزیز یونیورسٹی جدہ کے انٹر نیشنل سنٹر فار اسلامک اکنامکس کے مجلہ اسلامک اکنامکس اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ملائشیا کے مجلہ میں انگریزی میں مقالہ شائع ہوا۔ بنیات دار العلوم کراچی، الحق اکوڑہ خٹک میں بھی مقالہ جات چھپتے رہے۔ علاوہ ازیں اللہ کریم نے بہت سی تصانیف کی توفیق عطاء فرمائی۔ ان کی پہلی کتاب "اسلام کا نظام عبادت" کے نام سے شائع ہوئی۔ علمی اور تصیفی خدمات ہونے کے ساتھ ساتھ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب نے سیاست میں بھی اپنی خدمات سرانجام دیں۔ ذیل میں ڈاکٹر صاحب کی اسلامی معاشیات کے موضوع پر لکھی گئ چند کتب کا جائزہ پیش کیا جارہاہے:

1۔ اسلام کا معاشی نظام

اسلام کا معاشی نظام ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب شیخ الہند اکیڈمی کراچی سے نشر ہوئی۔ یہ اسلام کے معاشی نظام پر لکھی گئی کتاب ہے۔ دراصل یہ ڈاکٹر صاحب کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مختلف اوقات میں پاکستان میں شائع ہونے والے معروف اردو مجالات مثلا بینات، منہاج، فکر و نظر وغیرہ کے لئے لکھے تھے۔ بعض مقامات پر کمی بیشی کی گئی ہے۔ اس کتاب میں اسلام کے معاشی نظام کو گیارہ ابواب کے اندر بیان کیا گیا ہے قرآن اور احادیث کو بطور حوالہ جات بھی استعمال کیا گیا ہے ۔ عربی اور فارسی شاعری کا بھی استعمال کیا گیاہے۔ دعائیں حدیث نبوی صل اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی معاشی مسائل کو دور کرنے کے لئے بطور وظائف کے طور پر بتایا گیاہے مختلف مصنفین کا بھی حوالہ دیا گیاہے۔ کتابوں کا بھی ذکر ہے اور ان کے ساتھ ساتھ انگلش کے الفاظ بھی بات کو سمجھانے کے لیے استعمال کیے گیے ہیں۔ اسلام معاشیات کی جن موضوعات کو قلمبند کیا گیاہے اس کتاب میں اس میں سے درج ذیل زیر بحث ہیں:

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اسلامی معاشیات یا اسلام کے معاشی نظریے کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے۔ جتنی اسلام کی اپنی تاریخ قدیم ہے مگر ان معاشی نظریات یا تعلیمات کو جدید معاشی نظریات کی طرز پر ڈھالنے اور ترتیب دینے کا خیال علماء اسلام اور مسلم معیشت دانوں کو تھوڑا عرصہ ہی قبل ہوا۔ 1

اسلامی معاشیات ان وسائل کے علم کا نام ہے جنہیں انسان اس مال (یا معاش یا ذرائع معاش) سے استفادہ کرنے کیلئے استعمال کرتا ہے جس میں اسے (اللہ کریم کی طرف سے)امین و نگران بنایا گیا ہے تاکہ اسطرح شریعت کے مقرر نہج (طریقہ) کے مطابق فرد اور معاشرہ کی (معاشی) حاجات کی تکمیل ہو۔

اسلامی معاشیات کے مصادر و مراجع (Sources) وہی ہیں جو اسلامی فقہ کے ہیں فقہ کی کوئی مستند کتاب اٹھا کر دیکھیں گے تو نماز، روزہ، حج اور چند دیگر عائلی اور مدنی احکامات کے بعد تمام کے تو تمام احکامات معاشیات سے متعلق ہی ملیں گے۔ گویا اسلامی فقہ اسلامی معاشیات کی اصل اور بنیاد ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام معاشیات کے تین مصادر ہیں: قرآن، حدیث اور اجتہاد۔2

قرآن تمام اسلامی تعلیمات، قواعد و ضوابط اور نظام حیات کا مصدر اول ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام کے تمام بنیادی اصول ہمیں قرآن مجید سے ملیں گے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

ما فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ - ترجمہ: "ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (سب کو لکھ دیا)۔"3

قرآن مجید کے بعد اسلامی معاشیات کا دوسرا بنیادی مصدر و منبع حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام ہے، جو اپنی ذات میں قرآن مجید کے معاشی احکام کی تشریح تفسیر کا ذریعہ بھی ہے۔ قرآن مجید نے بیع (خرید و فروخت کی اجازت دی، مگر تجارت کی کتنی اقسام ہیں؟ کن کن اشیاء کی تجارت حلال اور کن کی حرام ہے؟ تجارت میں سود اور دیگر محرمات کس طرح اور کن راہوں سے داخل ہوتے ہیں؟ ان سب امور کا ذکر حدیث شریف میں ملتا ہے قرآن مجید نے معاشی استحصال کو ناجائز قرار دیا، مگر معاشی استحصال کیا ہوتا ہے؟ اس کی صورتیں کون کون سی ہوتی ہیں؟ یہ کیونکر ختم کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب نبی کریم صلی علیم کی احادیث میں ملے گا۔ پھر بعض معاشی سرگرمیاں ایسی ہیں جن کا قرآن مجید میں ذکر نہیں مگر نبی کریم نے وحی الہی (بصورت حدیث) کے ذریعے ان کی خبر دی۔ احادیث نبویہ صلی علیم کے مجموعہ پر اگر ایک سرسری نگاہ بھی ڈالی جائے، تو ہمیں یہاں معاشی تعلیمات (احکامات کا ایک وسیع ذخیرہ نظر آتا ہے)۔4

معاشیات میں مختلف قسم کے انفرادی، اجتماعی، داخلی اور خارجی معاشی مسائل پیدا ہو گئے ہیں اور ایسے مسائل میں مزید اضافہ کا رجحان ہے۔ ایسے مسائل کا جامع حل اگر قرآن و حدیث میں صریحا حل نہ مل سکے تو صورت میں ہمارے فقہاء اور علماء اسلام اور مسلم ماہرین اقتصادیات کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن و سنت فقہاء کرام کے فتاوی کی روشنی میں ان مسائل کا حل اپنی اجتہادی قوتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نکالیں۔ اس اجتہاد میں اجماع اور قیاس دونوں سے کام لیا جائے گا۔5

غفاری صاحب لکھتے ہیں مسلمان علماء کرام نے اسلامی معاشیات پر مستقل تصانیف چھوڑی ہیں جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے مختلف مسائل کا حل بتاتی ہیں۔ ان قیمتی کتب میں چند ایک یہ ہیں: کتاب الاموال کے نام پر فقہاء کرام نے کئی کتب مرتب کی ہیں: حمید بن زجویہ رحم اللہ کی "کتاب الاموال" یہ کتاب فیصل برائے تحقیق و علوم اسلامیہ ریاض سعودی عرب

سے شائع ہو چکی ہے ابو عبید قاسم بن سلام کی "کتاب الاموال" یہ 1353ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی اسلام کے مالیاتی اور بین الاقوامی تجارت پر یہ دونوں کتابیں نہایت اہم ہیں۔6

کتاب الخراج کے نام سے علماء نے ایک درجن کے قریب کتب چھوڑی ہیں جن میں دو اہم ترین کتابیں درج ذیل ہیں: ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری (م ۱۱۳ھ / ۱۸۲ھ) کی "کتاب الخراج" اسلامی ریاست کے نظام مالیات اور بین الاقوامی تعلقات پر ایک مستند دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ کتاب عباسی خلیفہ ہارون رشید کی رہنمائی کے لئے تحریر کی۔ ابو زکریا یحیی بن آدم بن سلیمان القرشی الاموی (م:۲۰۳ھ) نے "کتاب الخراج" کے نام پر ایک نہایت اہم تصنیف چھوڑی ہے۔ یہ بھی سرکاری مالیات اور مالیاتی پالیسی پر ایک مستند کتاب ہے۔7

تقسیم دولت میں ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کر کے لکھا ہے کہ حقیقی دولت کا مالک تو اللہ پاک کی ذات ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ کریں:

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ "اس کریم ذات کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔"8

ڈاکٹر صاحب لکھتے اسلامی معاشیات کا نظریہ برائے عاملین پیدائش سرمایہ دارانہ معاشیات کے نظریہ سے مختلف ہے۔ اسلامی معاشیات نے اصل عاملین دو (۲) بتائے ہیں: انسان (محنت) اور زمین (قدرتی وسائل)۔ انسان اپنی محنت کے ذریعے زمین یعنی قدرتی وسائل کو کام میں لا کر جو کچھ پیدا کرتا ہے یہی وہ کچھ ہے جو اس دنیا میں نظر آرہا ہے۔ اسلامی معاشیات کے ماہرین نے زمین بحیثیت عامل یا ذریعہ پیدائش کے مسائل کو جامعیت اور شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے جن پر کتب حدیث اور فقہ کے مستقل ابواب ہیں۔ فقہاء اور ماہرین اسلامی معاشیات نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اردو میں اس موضوع پر نمایاں کوششوں میں سے مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "اسلام کا نظام اراضی" مولانا محمد تقی امنی کی کتاب "اسلام کا زرعی نظام" اور مولانا مودودی صاحب کی کتاب "مسئلہ ملکیت زمین" قابل ذکر ہیں۔9

معاشی عدل کے اسلامی تصور کو بیان کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں اسلام جیسا کہ اپنے نام سے ظاہر ہے سلامتی اور امن کا مذہب ہے اس لئے اسلام نے ہمیشہ عدل و انصاف کی اشاعت اور ظلم کے خاتمہ پر زور دیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) میں بے شمار مواقع پر انصاف کرنے اور ظلم سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مثلا قرآن مجید میں آنحضرت صلی یم کی بعثت مبارکہ کا ایک اہم مقصد اللہ کریم کے بندوں کے درمیان عدل کا قیام بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہے: وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُم "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔"10

انسان کا معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ کریم نے انسان کو اس دنیا میں چند حاجات کے ساتھ پیدا فرمایا ہے انسان کو بھوک لگتی ہے جس کے لئے کھانے کا محتاج ہے، پیاس لگتی ہے وہ پانی کا خواہش مند ہے۔ اسے تن ڈھانپنے کے لئے لباس کی ضرورت ہے۔ وہ کبھی کبھار بیمار ہوتا ہے۔ جس کے لئے وہ دوا اور علاج کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر ضروریات ہیں جن کی تعمیل اور تحمیل کے لئے کوشش کرنا دونوں مل کر انسان کا معاشی مسئلہ (Economic Problem) بنتی ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام اور سوشلزم کے مقابلہ میں اسلام نے بھی انسان کے معاشی مسئلہ کا حل کیا ہے۔ یہ حل وہ نسخہ کیمیا ہے جو اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم پر نازل فرمایا۔ نبی کریم صلی علیم نے اپنی ایک حدیث مبارکہ میں ان مشترکہ اشیاء کا بیان میں فرمادیا ہے:

الناس شركاء في ثلاث الماء والكلاء والنار

ترجمہ: "تمام انسان تین اشیاء میں برابر کے شریک ہیں وہ اشیاء ہیں آگ، سبزہ اور پانی۔"11

بظاہر اس حدیث مبارکہ میں بیان کردہ اشیاء یعنی آگ، گھاس اور پانی بڑی معمولی سی اشیاء معلوم ہوتی ہیں مگر ان اشیاء کا دائرہ کار اور احاطہ کا اندازہ کریں تو پتہ چلتا ہے یہ تقریباً ان تمام اشیاء کو شامل ہیں جن کا تعلق انسان کی بنیادی ضروریات زندگی سے ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں مالی حقوق اس قدر کافی دوافی ہیں کہ ان کی ادائیگی سے اور فقراء تک ان کی رسائی کے بعد کوئی محتاج محروم المعیشت نہیں رہ سکتا، یہ مالی حقوق مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں: ۱) صدقات واجبہ میں زکوۃ، عشر اور صدقہ فطر شامل ہیں۔ زکوۃ ہر صاحب مال جس کا مال بقدر نصاب ہو۔ سال گزرنے کے بعد فرض ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر زکوۃ کی فرضیت کا حکم، پنجگانہ نماز فرض کے ساتھ دیا ہے۔ **وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَاٰتُوا الزَّكَوٰةَ** "اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو"۔12

نبی کریم صلی علی کریم نے زکوۃ کا مقصد ہی محتاجوں کا معاشی مسئلہ حل کرنا فرمایا اسی طرح صاحب استطاعت مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ وہ عید الفطر کے روز نماز عید ادا کرنے سے قبل اپنے محتاج بھائیوں کو صدقہ فطر دے کر ان کی مالی امداد کریں اور انہیں بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرلیں"۔ نفقات نفقہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں معاشی کفالت (Maintatenance)۔ افراد پر لازم کر دیا کہ وہ ایسے افراد کی کفالت کریں جن کی کفالت ان کے ذمہ ہے ان میں ایسے افراد شامل ہیں جو کمانے کے اہل نہیں ہیں یا انہیں کمانے کے مواقع میسر نہیں ہیں۔ اسلام میں بعض مخصوص گناہوں کی معافی کی سزا اللہ کریم نے کفارہ (Expiation) بتائی ہے یعنی محتاج بندوں کی معاشی کفالت کے لیے خرچ کرنا مثلاً جو شوہر ظہار کرے اپنی بیوی کو اپنی والدہ یا بہن کی طرح اپنے لیے حرام کرے پھر اپنی طرف رجوع کرے تو اس کو

کفارہ دینا پڑتا ہے، جو شخص قسم کھا کر توڑ دے، جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھے اور پھر حالت احرام میں شکار کرے۔ درج بالا تمام لوگوں کو مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا غلام آزاد کرنا یا روزے رکھنا کی تفصیل کے لیے قرآن مجید میں کئی آیا تہیں۔13

2۔ تجارت کے اسلامی اصول وضوابط

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب کی یہ کتاب اسلام کے تجارتی اصول وضوابط پر ہے۔ یہ کتاب شیخ الہند اکیڈمی کراچی سے دوسری مرتبہ نشر ہوئی پہلا ایڈیشن اس کا ۱۴۰۶/۱۹۸۶ھ لاہور سے شائع ہوا۔ اس کتاب کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ اب تک اس کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب ٹوٹل ۲۴۱ صفحات اور چھوٹے بڑے آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ بعض ابواب کو مضمون کے تجزیہ اور مواد کی ترتیب کی خاطر کئی فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تجارت کو بیان کیا ہے۔ بات کو سمجھانے کے لئے انگریزی زبان اور فارسی شاعری کا بھی استعمال کیا ہے۔ تجارت کے اسلامی اصول اصول وضوابط کے جن موضوعات کو غفاری صاحب نے بیان کیا ہے ان میں سے چند زیر بحث ہیں:

سب سے پہلے غفاری صاحب نے تجارت کا معانی ومفہوم کو مختلف نقطہ نظر سے بیان کیا ہے۔ تجارت کا عام فہم مفہوم بیع و شراء یعنی خرید وفروخت ہے مگر علماء اسلام نے تجارت کے فنی مفہوم کی وضاحت کے لئے مختلف انداز اختیار کئے ہیں۔ چند نظائر ملاحظہ ہوں۔

التجارة: التصرف في راس المال طلب للربح

"تجارت اصل (سرمایہ) میں اس طرح تصرف کرنے کا نام ہے جس کی پشت پر نفع کمانے کا جذبہ کار فرما ہو اور جس سے منافع ہو۔" اسی طرح کے الفاظ فرید وجدی نے تجارت کی تعریف میں لکھے ہیں۔

التجارة: الصرف في المال لغرض الربح

"تجارت راس المال(Capital) میں ایسے تصرف کو کہتے ہیں جس سے پشت پر نفع کمانے کا جذبہ کار فرما ہو"۔14

ان دونوں تعریفوں سے یہی مفہوم مترشح ہے کہ تجارت کا مقصد نفع کمانا ہے۔ ان دونوں تعریفوں کے بعد پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں گو جائز نفع کمانا درست ہے مگر تجارت کا صرف یہی مفہوم متعین کرنا پیشہ تجارت کو اس کے عالی منصب سے گرانا ہے، کیونکہ تجارت جیسے کاروبار کا مدعا نفع کمانا ہی ٹھہر جائے گا اور تاجر اپنے منافع کو زیادہ کرنے کیلئے ناجائز طریقے مثلا سودی کاروبار، ملاوٹ، دھوکہ دہی، کم تولنا، جھوٹ بولنا وغیرہ' استعمال

کرے گا۔ تجارت کی اہمیت کو غفاری صاحب نے قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی علیکم کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ کتاب اللہ میں ایسے متعدد نظائر ہیں جن سے تجارت کی اہمیت اور ترغیب پر روشنی پڑتی ہے۔ جیسے ارشاد ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ

"پھر جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کریم کا فضل (بذریعہ تجارت) تلاش اور حاصل کرو"۔15

اس آیت کریمہ میں فضل سے مراد طلب رزق حلال اور پاکیزہ مال ہے۔ غفاری صاحب لکھتے ہیں مفسرین نے اس آیت کا شان نزول ترغیب تجارت قرار دیا ہے۔ تجارت ہی وہ بابرکت اور باعزت پیشہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے شرف قبولیت سے نوازا۔ قبل از نبوت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شہرت اور نیک نامی کی اصل وجہ بھی وہ معاملات کی صفائی اور سچائی تھی جو ان کے ساتھ تجارتی معاملات کرنے والوں نے دیکھی اور محسوس کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تجارت کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

تسعة أعشار رزق أمتي في البيع والشراء التاجر الصدوق مع كراما برره 16

"میری امت کے رزق کا ۹/ ۱۰ فروخت و خرید (تجارت) میں ہے۔ سچا تاجر برگزیدہ فرشتوں کا ساتھی ہے"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تجارتی سرگرمیوں کو بیان کرتے ہوئے غفاری صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی غالب اکثریت نے اپنی معاشی کفالت کے لئے تجارت کو ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال عنہ کا مدینہ منورہ کے مقام سخ پر کارخانہ اور کپڑے کا گودام تھا۔ وہ شروع ہی سے کپڑے کے تاجر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعال عنہ کا تجارتی کاروبار حجاز سے نکل کر ایران تک پھیل گیا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعال عنہ کپڑے کی تجارت کرتے اور ان کا کاروبار شام تک وسیع تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ بھی پارچہ فروشی کا کام کیا کرتے تھے۔ غفاری صاحب نے قرآن، حدیث سے تجارت اور صحابہ اکرام کی تجارتی سرگرمیوں کو بیان کرنے کے بعد فقہاء امت کی آراء میں تجارت کو بیان کیا ہے۔ فقہاء اسلام نے تجارت کو ایک پسندیدہ بلکہ بعض نے افضل ترین کسب قرار دیا ہے۔ امام سرخی رحمہ اللہ تعالی تجارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

فالأشغال بما يكون نفعه أعم يكون افضل 17

"وہی پیشہ زیادہ افضل ہوتا ہے جس کا نفع زیادہ عام ہو (جیسے تجارت)۔"

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں اگر ہم اسلام کے جامع تصور حیات پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ انسانی زندگی کے دو ہی پہلو ہیں ایک روحانی جس کی تکمیل کی جگہ مسجد ہے اور دوسرا مادی جس کی تکمیل بازار یا منڈی میں ہوتی ہے۔ مسجد میں تعلق مع اللہ کی تربیت ہوتی ہے اور بازار میں اپنے ابنائے جنس کے ساتھ معاملات کی تربیت ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی بعض احادیث مبارکہ میں مسجد کو اللہ کریم کی محبوب جگہ اور بازار کو بری جگہ قرار دیا ہے۔ اس کی روح غالبا یہ ہے کہ بازار میں کاروبار کرنے والا اگر اپنے معاملات اللہ کریم کی رضا کے مطابق لانا چاہتا ہے تو اس کو مسجد سے اپنا تعلق پختہ کرنا چاہئے تاکہ وہاں سے تجارت و معاملات سیکھ کر بازار میں انہیں استعمال کرے۔ غفاری صاحب تحریر کرتے ہیں تجارت کے پیشہ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود حضرت انسان کی۔ جس دن اور جس وقت پہلے پہل دو انسانوں نے آپس میں اپنی دو مطلوبہ چیزوں کا تبادلہ کیا تھا۔ مگر مورخین نے تجارت بحیثیت ایک پیشہ اور معاشی کاروبار کے آثار بھی تلاش کئے ہیں۔ بعض مورخین نے تجارت کی ابتداء کا سلسلہ حضرت سلیمان کے زمانے سے جوڑا ہے۔18

ان مؤرخین کی رائے میں تجارتی سرگرمیوں کا آغاز بحیرہ روم کے ساحل پر سے شروع ہوا۔ اس کا پہلا مرکز سلطنت قینقیا کا پایہ تخت صور تھا جو شامی حدود میں ساحل سمندر پر واقع تھا۔ عرب قوم کا دنیا کی دیگر اقوام عالم میں تعارف بحیثیت تجارت پیشہ قوم کا تھا۔ اسکے بعد غفاری صاحب نے تجارت کے اسلامی اصول وضوابط کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جو درج ذیل ہیں: اسلام نے تجارت کے بابرکت پیشہ کو پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنے کے لئے چند ضوابط مقرر کئے ہیں ان اسلامی ضوابط میں سے چند اہم درج ذیل ہیں: اسلام نے اپنے قوانین تجارت کی بنیاد اخلاق پر رکھی ہے۔ اسلام تجار کو سکھاتا ہے کہ وہ اللہ کریم کے بندے ہیں، جو ان کے ہر ڈھکے چھپے کو ہر وقت دیکھتا اور جانتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا 19

ترجمہ: "یقینا اللہ کریم ہر ایک شے پر نظر رکھے ہوئے ہے۔"

اور جب اسلام نے یہ سکھادیا کہ تمام مسلمان (بلکہ انسان) آپس میں بھائی بھائی ہیں تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک بھائی کم تول کر اور زیادہ قیمت وصول کر کے اپنے بھائی کو نقصان پہنچانے اور دوسرا کم قیمت دے کر یا ناقص مال سے کھرے مال کی قیمت وصول کرے اور یوں اپنے بھائی کا معاشی استحصال کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی جامع تعلیمات میں اس عقیدہ کی بنیاد ان الفاظ میں فراہم کر دی ہے: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے"۔20

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اسلام کے عادلانہ نظام تجارت نے احتکار (ذخیرہ اندوزی) کو اس کی تمام انواع و اقسام کے ساتھ ممنوع قرار دیا ہے۔

من احتكرم حكره يريد ان يغلى بها على المسلمين فهو خاطى 21

"جس تاجر نے ذخیرہ اندوزی اس ارادہ سے کی کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر اس شے کی قیمت چڑھائے وہ خطاکار ہے"۔

اسلام کے عادلانہ قانون تجارت نے تجارتی کاروبار سے ہمہ قسم کے سود کے خاتمہ کا حکم دیا ہے۔ حرمت سود کی اصل یہ آیت قرآنی ہے:

وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبوا 22

"اللہ کریم نے تجارتی کاروبار کو حلال کر دیا ہے جب کہ سودی لین دین کو حرام قرار دیا ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۸ میں سود خوروں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں اس آیت کریمہ کی رو سے اسلامی ریاست کو واضح طور پر اختیار ملتا ہے کہ وہ سود خواروں سے لڑ کر یعنی انہیں سخت سزائیں دے کر سودی لین دین سے باز رکھے۔ ملاوٹ اور دھوکہ دہی اسلام کے قانون تجارت میں نہایت قبیح حرکت اور انسانیت سوز عمل قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسے تجار کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

من غش فليس منا 23

"جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں"۔

تجارت کے بابرکت اور باوقار پیشہ کو ناپاک اور بے وقار بنانے کی ایک مکروہ سازش اور انسانیت سوز چال ناپ تول میں کمی ہے۔ قرآن مجید نے اس حرکت پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۔ 24

"خرابی ہے گھٹا کر دینے والوں کے لئے۔ وہ لوگ کہ جب دوسروں سے مال لیں تو پورا پورا لیں اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں"

غفاری صاحب لکھتے ہیں تجارتی معاہدہ سارے تجارتی کاروبار میں کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ تجارتی معاہدہ در اصل وہ عہد و پیمان ہوتا ہے جس کی رو سے دو فریق بائع (فروخت کرنے والا) اور مشتری (خریدار) کسی چیز کی تجارت (خرید و فروخت) کا

سودا طے کرتے ہیں۔ اسلام میں تجارتی (یا کسی بھی دوسرے) معاہدہ کے لئے اولین شرط اہلیت معاہدہ ہے۔ یعنی فریقین یا شرکاء معاہدہ تجارت کے اہل ہوں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : رفع القلم عن ثلاثة عن المجنون المغلوب حتى يبرء وعن النائم حتى استيقظ وعن الصبي حتى يحتلم 25

ترجمہ: "جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص شرعی تکالیف کے مکلف نہیں ہیں مجنون اور مجبور یہاں تک کہ اسے جنون سے افاقہ ہو جائے اور مجبوری سے چھٹکارا حاصل کرے، سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے اور نابالغ یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پائے۔"

اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارکہ میں مجبور کے معاہدہ بیع کی بھی نفی کر دی۔ اسلامی قانون تجارت میں تجارتی معاہدہ کی بنیادی فریقین کے باہمی تعاون پر رکھی گئی ہے۔ یہاں تاجر کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ تجارتی کاروبار کرکے گو اپنی معاشی فلاح بھی حاصل کر رہا ہے مگر اس کا اصل مقصد یہی ہونا چاہئے کہ وہ کاروبار تجارت کے ذریعے اپنے عام بھائیوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے ان سے تعاون کر رہا ہے۔

3۔ موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل

پروفیسر صاحب کی یہ کتاب موجود نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی پر ہے۔ یہ کتاب شیخ الہند اکیڈمی کراچی سے نشر ہوئی۔ اس کتاب کے تقریبا تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب ۲۴۰ صحفات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں انشورنس کے معانی و مفہوم انشورنس شریعت اسلامی کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے نظام تکافل کا تنظیمی ڈھانچہ، اسلام کے نجی شعبے میں تکافل اجتماعی کے ذرائع، سرکاری شعبہ، اسلامی ریاست کے سرکاری شعبہ میں تکافل اجتماعی، اسلام کے نظام اجتماعی کے مقاصد اور اسلامی نظام تکافل کا موجود طریقہ انشورنس کا بدل پر گہری روشنی ڈالی گئی ہے اور قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ ان موضوعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند موضوعات زیر بحث ہیں:

انشورنس (Insurance) انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کا اردو ترجمہ بیمہ اور عربی ترجمہ "تامین" ہے۔ انشورنس اپنے اصطلاحی معنوں میں کاروبار کی ایک شکل ہے جس میں بیمہ کی پالیسی خریدنے والے کو اس کے مستقبل کے خطرات سے تحفظ اور غیر متوقع نقصانات کی تلافی کی ضمانت دی جاتی ہے۔ گویا انشورنس کے معنی ضمانت، تحفظ اور یقین دہانی کے ہو سکتے ہیں۔ جو کمپنی (سرکاری یا نجی) انشورنس کا کاروبار کرتی ہے اسے انشورنس (یا بیمہ کمپنی یا شرکتہ التامین) کہا جاتا ہے۔ اگر بیمہ

داروں(Policy Holders) میں سے کسی کا نقصان ہو جائے تو کمپنی بیمہ داروں کی جمع شدہ رقوم پر حاصل ہونے والے منافع (جو اکثر صورتوں میں سود ہوتا ہے) سے تلافی کرتی ہے اس طرح کمپنی ایک کا بار سب پر ڈالتی ہے۔ اور (کمپنی کے دعوئی کے مطابق) یوں سب مل کر ایک کے نقصان کی تلافی کر دیتے ہیں۔26

انشورنس کی چند شرائط جو غفاری صاحب نے اس کتاب میں بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں: کسی بیمہ دار کو دو سال تک متواتر اقساط ادا کرنے پر اس کا اہل سمجھا جاتا ہے کہ وہ کمپنی سے اپنی جمع شدہ رقم کے مقابل کم شرح سود پر قرض لے لے۔ اگر کوئی بیمہ دار سود نہ لینا چاہے تو انشورنس کمپنی اسے مجبور نہیں کرتی البتہ اس کی اداشدہ رقم کو وہ سودی کاروبار میں ضرور لگاتی ہے اور مقررہ شرائط کے مطابق مقررہ مدت کے بعد اسے واپس کر دیتی ہے۔ بیمہ دار کو ایک معینہ رقم انشورنس کمپنی کو بالاقساط ادا کرنا پڑتی ہے جسے پریمیم کہتے ہیں اگر بیمہ دار اپنی بعض مالی مجبوریوں یا اپنی مرضی سے چند اقساط بیمہ ادا کرنے کے بعد ادائیگی اقساط کا سلسلہ منقطع کر دے تو کمپنی (جس کی بنیاد بیمہ کے حامیوں کی دلیل کے مطابق ہمدردی اور خیر خواہی پر رکھی گئی ہے) اس کی جمع شدہ رقم سوخت کر لیتی ہے۔ البتہ کمپنی اسے اتنی اجازت دے دیتی ہے کہ اگر وہ شخص چاہے تو درمیانی اقساط ادا کر دے یا نئے سرے سے اقساط کا سلسلہ جاری کر کے دوبارہ بیمہ دار بن سکتا ہے۔ مگر اقساط کی ادائیگی بند کر کے وہ اپنی اداشدہ رقم لینے کا حقدار نہیں۔ نئے قوانین کے تحت اگر ایک بیمہ دار مسلسل تین سال تک اقساط کی باقاعدہ ادائیگی کرتا ہے تو اقساط بند کرنے کی صورت میں اسے اداشدہ رقم کا کچھ حصہ مل جاتا ہے البتہ ساری رقم نہیں ملتی۔27

یوں تو انشورنس کی متعدد اقسام ہیں جن میں آئے دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک میں بیمہ کی اقسام جو مشہور ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں: بیمہ زندگی، سمندری بیمہ، ذمہ داریوں کا بیمہ، ضمانت کا بیمہ، چوری کا بیمہ املاک اور جائیداد کا بیمہ، فضائی بیمہ قرض کا بیمہ، صحت کا بیمہ، خطرات کا بیمہ، اعضاء کا بیمہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک میں اجتماعی انشورنس اور تبادلی انشورنس بھی رائج ہیں جو اسلامی نقطہ نظر سے بالکل جائز، بلکہ مستحسن ہیں28۔

اجتماعی انشورنس کے تحت دنیا کی مختلف حکومتیں اپنے مزدوروں اور بسا اوقات دیگر کارکنوں کو بڑھاپے، مرض اور ریٹائر منٹ کی صورت میں کفالت کرتی ہیں اس کی مختلف صورتیں اور شکلیں مروج ہیں، مثلاً: پنشن کی صورت میں امداد، بڑھاپا الائونس، میڈیکل الاؤنس، بیروزگاری الاؤنس وغیرہ برطانیہ اور جرمنی کا نظام اس سلسلے میں قابل تعریف ہے۔ اسلام نظام کفالت عامہ میں اجتماعی انشورنس کو صرف عمال کے طبقہ تک نہیں بلکہ تمام شہریوں تک عام کرتا ہے۔ اسلام کے نظام

تکافل میں اجتماعی انشورنس، اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ تبادلی انشورنس کا کام تعاونی انجمنیں چلاتی ہیں۔ ان انجمنوں کے تمام حصہ داران کسی نہ کسی صورت میں کسی خاص خطرے کے سدباب کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ انجمنیں اپنے تمام شرکاء سے سال کی ابتدا میں ان کے کسی خاص خطرے کی انشورنس کے معاوضہ کے طور پر ایک مخصوص رقم لے لیتی ہیں (یہ ضروری نہیں کہ تمام شرکاء برابر رقم دیں) پھر انجمن، سال بھر میں اپنے شرکاء میں کسی کو پیش آمدہ خطرہ یا نقصان کے ازالہ کے لیے جتنی رقم خرچ کرتی ہے اگر وہ رقم اس شخص کی سال کے ابتدا میں دی گئی رقم سے زیادہ ہے تو انجمنیں یا کمپنی باقی کا اس سے مطالبہ کرتی ہے۔ اور اگر اس کے خطرہ، تحفظ یا نقصان کے ازالہ پر اٹھنے والے اخراجات کم ہیں تو اس کی باقی رقم واپس کر دیتی ہے۔ اسلام کے نظام تکافل اجتماعی میں یہی کام اسلامی معاشرہ کے سپرد ہے۔

مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کا مجوزہ نظام اور انشورنس کے بیان کردہ اغراض و مقاصد کے پیش نظر تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ ایک سود مند اسکیم ہے جس میں کم از کم بیمہ دار کے دکھوں کا مداوا ہو جاتا ہے اور اسلام میں بھی انشورنس اپنے بنیادی مقاصد (امداد باہمی، مستقبل کے خطرات سے حفاظت اور نقصان کی صورت میں تلافی کے ساتھ نہ صرف جائز، بلکہ مستحسن ہے، لیکن انشورنس کی جو موجودہ صورت ہے جس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کے مفاسد پائے جاتے ہیں، اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی گنجائش نہیں۔ غفاری صاحب نے ان مفاسد کا جائزہ پیش کیا ہے جو موجودہ نظام انشورنس میں پائے جاتے ہیں: موجودہ نظام انشورنس میں گو دینی اور دنیوی دونوں قسم کے مفاسد پائے جاتے ہیں، لیکن ان کی الگ الگ تقسیم مشکل ہے، کیوں کہ اس کا کوئی ایک مفسدہ اگر شرعی لحاظ سے ناجائز ہے تو وہی مفسدہ دوسری طرف دنیوی لحاظ سے تباہ کن بھی ہے۔ لہذا غفاری صاحب نے ان مفاسد کا ذکر کیا ہے جن کی حرمت اور تباہ کاری پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ مثلاً سود، قماری، غیر شرعی شرائط، سٹہ بازی اور دھوکہ بازی وغیرہ۔29

غیر اسلامی انشورنس کے بعد اسلام کے نظام کفالت عامہ سے متعارف کروایا ہے اس انشورنس کا مقصد معاشی کفالت کے ساتھ ساتھ امن و سلامتی کی ضمانت دینا ہے۔ اس نظام میں صرف اسلام کو بحیثیت مکمل ضابطہ حیات تسلیم کرنا، امراء کا جائز شرعی ٹیکسوں (زکوۃ، صدقات واجبہ عشر وغیرہ بصورت اقساط) کا ادا کرنا اور پوری زندگی اسلام کا بندہ بن کر رہنا ہے بصورت ذمی اسلامی ریاست کا وفادار شہری بنے اور معمولی جزیہ کی ادائیگی کرے۔ اسلام کا نظام انشورنس امیر کو ترغیب و ترہیب دونوں طریقوں سے یہ درس دیتا ہے کہ غریب اور محروم المعیشت تک اس کی ضروریات زندگی پہنچائے۔ اسلام ایسے شخص کو صحیح مسلمان ہی نہیں سمجھتا، جو مفلس کی حاجت روائی نہ کرے'۔

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ المسكين

"کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا کا منکر ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتا"۔30

اسلام نظام کفالت عامہ کے مقصد کی تکمیل کے لیے چند شعبے تشکیل دیتا ہے۔ جنہیں دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: نجی شعبہ: اس شعبہ کو اسلامی معاشرہ تشکیل دیتا ہے اور چلاتا ہے۔ اس شعبہ کے چند اہم مظاہر مندرجہ ذیل ہیں جنہیں جدید اصلاح میں بیمہ یونٹ کہا جا سکتا ہے۔ خاندان، گھر، قبیلہ برادری، بھائی چارگی، وصی ولی امین وغیرہ۔ کتاب کے اس موضوع میں ڈاکٹر صاحب نے وضاحت کی ہے اسلام افراد کی تربیت اس انداز پر کرتا ہے کہ وہ اپنی انفرادیت کو برقرار تو رکھ سکتے ہیں مگر اس میں گم ہو کر نہیں رہ سکتے۔ اسلام ایسی زندگی کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ پیٹ بھر کر سو جائیں مگر آپ کے پہلو میں آپ کا ہمسایہ بھوکا رہے۔ افراد امت کے وہ تمام ذرائع جن سے ان کے محتاج بھائیوں کی غربت اور تکلیف کا ازالہ ہو سکتا ہے وہ انفاق کی حدود میں شامل ہیں۔ چنانچہ یہ انفاق واجب بھی ہے۔ جو اسلامی حکومت کے ذریعے ہوتا ہے۔ اور نفل (حق فاضل) بھی ہے جو اس جگہ زیر بحث ہے۔ انفاق کے اس شعبہ سے متعلق ڈاکٹر صاحب جو ذرائع بیان کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں: اسلام کے نظام معاشی تحفظ میں انفرادی صدقات نافلہ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یہ صدقات غرباء اور محتاجوں کی وقتی حاجات کا انسداد کرتے ہیں۔ اللہ نے اسے دنیا اور آخرت میں نفع والی تجارت کہا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"یقیناً جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق کے طور پر دے رکھا ہے اس میں سے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی برباد نہ ہو گی۔"31

اسلام کے نظام معاشی اور سماجی تحفظ کا ایک مفید اور کار آمد ذریعہ قرض حسنہ ہے۔ قرض حسنہ غریب حاجت مندوں کی وقتی حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل حاجت کو قرضہ دینا خود اللہ تعالی کو قرض دینے سے تعبیر فرمایا ہے:

"کون ہے جو کوئی اللہ کو قرض حسنہ دے۔ تو پھر اللہ تعالی اس کو کئی گنا کر کے لوٹائے اور اس کے لیے عزت والا بدلہ بھی ہے"32

اس کے علاوہ اسلام کے نظام کفالت عامہ میں ہبہ ، عاریت، وصیت، امانت ، او قاف، وقف اہلی، وقف خیری، کفارات، میراث النفقات، صدقہ فطر، حقوق ارتقا، حق ہمسائیگی، حق خدمت وحق ماتحتی وغیرہ شامل ہیں انہیں ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اسلام ریاست بحیثیت جنرل انشورنس کمپنی اور اسلامی ریاست جنرل انشورنس کمپنی کے وسائل کی وضاحت کی ہے۔ اسلامی ریاست، اسلام کی جنرل انشورنس کمپنی ہے۔ جس میں ہر شہری کی بنیادی ضروریات زندگی کی دستیابی، ہمہ قسم کے خطرات کا تحفظ اور متنوع نقصانات کی تلافی ہوتی ہے۔ اس کمپنی کی شرائط میں سے اولین اسلامی حکومت کا وفادار شہری بن کر رہنا ہے۔ پھر اس کی مسلمان رعایا میں سے جو صاحب ثروت وصولت ہیں وہ زکوۃ، عشر، صدقہ فطر، ضرائب وغیرہ بحیثیت اقساط انشورنس کو ادا کریں گے لیکن جو انہیں اسلامک سٹیسٹ انشورنس کمپنی دے گی وہ ان کی اقساط کی مجتمع شدہ رقم سے بہت زیادہ ہو گا اور جدید انشورنس کمپنی کے مفسدات مثلاً سود، قمار وغیرہ سے پاک بھی، اس کی ذمی رعایا میں سے صاحب استعداد جزیہ اور خراج وغیرہ ادا کریں گے لیکن غریب مسلمان اور ذمی کچھ بھی نہ دے کر تمام ضروریات زندگی حاصل کریں گے۔ اسلامی حکومت کی رعایا بلا تمیز مسلم و کافر کو یہ ہرگز فکر نہیں ہونی چاہئے کہ ان کے خطرات کا تحفظ اور نقصانات کی تلافی کون کرے گا۔ اسلامی حکومت کا وفادار شہری اگر قرض چھوڑ کر مرے تو اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کا قرضہ ادا کرے اگر مرنے والے نے کسی سے قرض لینا تھا تو وہ بھی خلیفہ دلوائے گا۔ نبی اکرم کا ارشاد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحیثیت امیر کے ہے:

فمن مات وعليه دين ولم يترك وفاء فعلى قضائ

"پس جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر قرض ہے اور اس نے کوئی شے ایسی نہیں چھوڑی جس سے اس کی ادائیگی ہو سکے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے"33

چند اہم مدات آمدنی ایسی ہیں جن پر اسلامک سٹیسٹ انشورنس کمپنی کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ زکوۃ، خمس ضرائب، اموال فاضلہ، وغیرہ۔ اسلام کے نظام تکافل اجتماعی کے چند مقاصد ڈاکٹر صاحب نے آخر پر پیش کئے ہیں: اسلام اس قسم کا نظام قائم کرتا ہے جس میں کوئی فرد محروم المعیشت نہ رہے بلکہ ہر شخص کی حاجات اصلیہ پوری ہوں اور اسکے علاوہ اسلام نے اس طرح دولت کو گن گن کر ذخیرہ کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے، جس میں اجتماعی حقوق ادا نہ کیے جائیں۔ اسلام امراء کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی فاضل دولت غرباء میں تقسیم کر دیں۔ مزید بر آں دولت کے غیر فطرتی تفاوت کا خاتمہ، انسان کی عزت نفس اور تکریم ذات، اور صالح معاشرے کی تعمیر ہوتی ہے۔ اسلام کے نظام تکافل اجتماعی کے نتیجے میں ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے جو پر امن بقائے باہمی کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے۔

4۔اسلام کا قانون محاصل

پروفیسر صاحب کی یہ کتاب مرکز دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور سے شائع ہوئی ہے۔اس کتاب کو آٹھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ ۵۷۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب پروفیسر صاحب نے اس لیے تالیف فرمائی تا کہ اسلامی نظام محاصل کو نفاذ شریعت کے سلسلہ میں بروکار لایا جائے اس کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔ زیر تبصرہ کتاب "اسلام کا قانون محاصل" محترم مولانا ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب کی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے اسلام کے اسی عظیم الشان معاشی نظام کی خوبیوں کو بیان کیا ہے اور اسلامی حکومت کے عادلانہ نظام مثلاز کوۃ، عشر، غنیمت اور مال نے جیسے محاصل پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ اپنے موضوع پر ایک انتہائی مفید اور شاندار کتاب ہے۔ کتاب کے موضوعات کو ڈاکٹر صاحب نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان موضوعات میں سے چند زیر بحث ہیں:

اس کتاب کے شروع میں ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہا اسلام کی تشریحات کی روشنی میں ایک ریاست کے مالیاتی نظام کے مقاصد تعین کئے ہیں۔یعنی روحانی اور مادی ترقی کا یکساں اصول دولت کی منصفانہ تقسیم قیمتوں کی عادلانہ سطح بر قرار رکھنا اور تجارتی چکروں کا انسداد وغیرہ۔ پھر اس کے بعد اسلام کے مالیاتی نظام کے دو پہلوؤں کا تذکرہ ہے۔ مسلمانوں سے آمدنی اور غیر مسلمانوں سے آمدنی۔ اسلام کے مالیاتی نظام میں اسلامی ریاست کا نظام ٹیکس بہت لچکدار ہے، جوں جوں اسلامی ریاست کی مالی ضروریات بڑھتی جاتی ہیں توں توں اس کے مالی وسائل بڑھتے جاتے ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اور اسلامی ریاست کا وجود نہ تھا، زکوۃ کے وصولی اور تقسیم کا کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا صرف صدقات تک بات رہتی تھی۔ لیکن جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی توز کواۃ وصدقات کی وصول کا باقاعدہ نظام قائم کیا گیا جزیہ کی مد بڑھ گئی اور غنائم کا خمس مستقل ذریعہ آمدن بنا۔34

اس کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کا بجٹ، اسلامی ریاست میں منصوبہ بندی اور سرکاری خزانہ کا دائرہ کار اور ترجیحات کو بھی بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا ہے اسلام کا نظام مالیات معتدل اور عادلانہ نظام محاصل پیش کرتا ہے۔ اسلام نے مفتوعہ علاقوں میں نہ صرف مروجہ ظالمانہ ٹیکسوں کو بیک جنبش قلم محو کر دیا بلکہ ایک عادلانہ نظام ٹیکس بھی مروج کیا جس کی نظیر سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت دونوں پیش کرنے سے عاجز ہیں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل نظائر قابل توجہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ شام سے واپس آرہے تھے تو راستے میں دیکھا کہ کچھ آدمی دھوپ میں کھڑے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ جزیہ ادا نہ کرنے کی بناء پر انہیں سزا دی جارہی ہے۔ پتہ چلا کہ وہ لوگ ادائیگی کے قابل نہیں تھے۔ آپ نے اپنے عاملوں کو سختی سے اس ظالمانہ روش پر ڈانتے ہوئے فرمایا:

دعوهم لا تكلفوهم مما لا يطيقون قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : لا تعذبوا الناس فان الذين يعذبون الناس في الدنيا ليعذ . الله بهم يوم القيمة وأمر بهم وخلى سبيلهم

ان کو چھوڑ دو اور ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دو۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی الم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کو عذاب میں نہ ڈالوں اس لیے کہ جو لوگ دنیا میں انسانوں کو عذاب میں مبتلا کرتے ہیں اللہ تعالی قیامت کے دن ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا پھر حکم دے کر ان کو عذاب سے نجات دلائی"۔35

ڈاکٹر صاحب نے ٹیکس کے جو اصول اس کتاب میں واضح کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ اصول عقیدہ و نظریہ، معاشرتی اصول، اصول مساوات، تقین کا اصول، اصول سہولت اور کفایت وغیرہ۔36

اسلامی ریاست کا مسلمان شہری بعض ٹیکس محض اپنا مذہبی فریضہ اور عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ مثلاً زکواۃ، عشر وغیر قرآن مجید میں تقریباً ۲۰ مقامات پر زکواۃ کا ذکر نماز کے بعد کیا گیا ہے۔ جس سے اصول عقیدہ کے تحت زکوۃ کی ادائیگی کس قدر ضروری اور وجدانی طور پر سہل نظر آتی ہے اور بعض ٹیکس اس لیے ادا کرتا ہے کہ اسلامی ریاست اس کے عقیدہ ایمان کی حفاظت کرتی ہے نیز اسلامی ریاست ان شعار کو قائم کرتی اور پروان چڑھاتی ہے جس پر وہ ایمان رکھتا ہے۔ اسی طرح ذمی رعایا اپنے جزیہ اور خراج اس لیے ادا کرتے ہیں کہ وہ اسلامی ریاست میں امن وامان سے رہ کر اپنے مسلم متقدات پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

اسلام کے مالیاتی نظام میں محصول کا دوسرا اصول ہے معاشرتی اصول جس کے تحت اسلام ٹیکسوں کے ذریعے معاشرتی اور معاشی دونوں غرضوں کو پورا کرتا ہے۔ یعنی ایک طرف ریاست کو آمدنی ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف معاشرتی اونچ نیچ کا علاج بھی ہوتا ہے۔ اسلام اس غیر پسندیدہ صورت کو برداشت نہیں کرتا کہ دولت صرف چند ہاتھوں میں جمع رہے، چند سرمایہ دار ملک و قوم کے مقدر سے کھیلتے ہیں۔ اور غرباء کو اپنا محتاج بنا کر رکھیں۔

كي لا يكون دُولَةٌ بَيْنَ الْأَغْنِيَاء مِنكُم

تاکہ دولت تمہارے مالداروں ہی میں گردش نہ کرتی رہے 37

اسلام کے مالیات نظام میں ٹیکس ریاست کے مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کے شہریوں پر لگائے جاتے ہیں علاوہ ازہ امرا اور غربا دونوں پر بھی لگائے جاتے ہیں۔ امراء سے مراد وہ صاحب نصاب لوگ ہیں جن سے زکوۃ اور عشر وغیرہ لیا جاتا ہے۔ غربا سے ٹیکس دو صورتوں میں لیا جا سکتا ہے۔

درآمدات کا محصول ان سے بالواسطہ کم وبیش وصول کیا جاتا ہے۔ ہنگامی حالات میں ان سے بھی قربانی گویا نہایت قلیل ہو کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔ غرباء کو جب اغنیاء کے فاضل اموال سے ملے گا تو ان سے کچھ وصول بھی کیا جاسکتا ہے۔

يُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةً

اور وہ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے اور اگرچہ وہ خود بھوکے ہوں۔38

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

فضل الصدقة جهد من مقل استون

"بہترین صدقہ اس شخص کا ہے جو تقلیل المال ہو کر مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر ڈالتا ہے۔"39

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعری قبیلہ کے بارے میں جو ارشاد فرمایا وہ اس پر جواز کی سند رکھتا ہے:

ان الاشعريين إذا ارملوا فى الغزو و فنى زادهم او قل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد ثم اقتسمو بينهم في ناء واحد بالسوية بينهم فهم منى وانا منهم اشعرى 40

قبیلہ کے لوگوں کی عادت ہے کہ جب وہ جنگ (ہنگامی حالت) کے لیے روانہ ہوتے ہیں اور ان کا زادِ راہ ختم ہونے کو آئے یا مدینہ میں رہتے تھے ان میں غذائی اشیاء کی قلت محسوس ہو تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اسے ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں پھر ایک برتن کے ساتھ اسے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ اپنے اس ایثار کی بنا پر مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

غیر مسلموں کی جب اسلامی ریاست جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہے اور ان سے بیرونی دشمن سے حفاظت کے وقت جہان کی قربانی کا مطالبہ بھی نہیں کیا جاتا تو ان سے اس حفاظت کے بعد میں کچھ وصول کیا جاسکتا ہے"۔ اصول سہولت کے تحت اسلام نے ٹیکس دہندگان کو ٹیکس کی ادائیگی، اس کی ادائیگی کے طریقہ کار اور وقت ادائیگی میں سہولت پیدا کر دی ہے مثلاً عشر ہی کو لیں یہ صرف لاگو ہوتا ہے جب فصلیں پک کر تیار ہو جائیں اور طریقہ ادائیگی میں سہولت کی مثال پھلوں کا عشر ہے کہ انہیں درختوں پر ہی موزوں کر لیا جاتا ہے اور کاشت کار کو انہیں توڑنے اور پھر وزن کرنے کے جنجال سے بچایا گیا ہے۔

اسلام کے نظام ٹیکس کا اصول کفایت مندرجہ ذیل صورتوں میں اپنا عمل کرتا ہے: ۱)۔ ٹیکس دہندگان پر ٹیکہیں اس طور پر لگایا جاتا ہے کہ اس سے حاصل شدہ رقم سرکاری اخراجات کی کفایت کرے اور بصورت ہنگامی حالات رعایا سے بعد میں نہایت قلیل مقدار وصول کی جائے ۲)۔ ٹیکس کی وصولی کے اخراجات اتنے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں جو حاصل شدہ رقم کا

ہی کثیر حصہ لے اڑیں۔ ۳) اخراجات اس قدر زیادہ نہ ہوں جن کو ٹیکس کفایت ہی نہ کر سکیں۔ اسی لیے فقہاء کرام نے لکھا ہے زکوۃ کی وصولی کے اخراجات ۲۰ فیصد سے ۵۰ فیصد تک ہوں۔

غفاری صاحب لکھتے ہیں بیت المال اپنے جامع مفہوم میں وہ ادارہ ہے جو اسلامی ریاست کی مالیاتی پالیسی کو بروئے کار لانے اور اس کے مقاصد کے حصول کے لیے قائم کیا جاتا ہے، البتہ اپنے سادہ اور عام فہم مفہوم میں بیت المال اس عمارت کو بھی کہتے ہیں جو سرکاری خزانہ کا محفوظ مقام ہوتا ہے۔ اپنے جامع مفہوم کے اعتبار سے تو بیت المال کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ کام کے مبارک زمانہ میں ہی پڑ چکی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین یمن اور عمان سے آنے لی خراج اور جزیہ کی رقم اور دیگر فقراء اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تقسیم فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ اسلامی مالیاتی پالیسی کا مقصد غربت اور افلاس کے خاتمہ کے ساتھ معاشی خوش حالی کا حصول بھی ہے۔ مورخین کے بیان کے مطابق ان دنوں جزیہ خراج اور دیگر ذرائع سے ہونی والی آمدنیوں کو مسجد نبوی کے صحن میں رکھ دیا جاتا اور فورا مستحقین میں تقسیم کر دیا جاتا البتہ بیت المال بحیثیت سرکاری خزانہ کے محفوظ مقام کا قیام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا اور حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ اس کے نگران مقرر ہوئے۔ لیکن جو مال آتا وہ فوراً تقسیم کر دیا جاتا۔ ایک تحقیق کے مطابق بیت المال کا باقاعدہ قیام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۱۵ھ میں ہوا۔ اس کی وجہ بحرین کا پندرہ لاکھ کا مال غنیمت تھا۔ ایک بیت المال مدینہ منورہ میں قائم کیا گیا۔ یہ مرکزی بیت المال تھا اس کے ناظم حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔ اس مرکزی بیت المال کے تحت کئی بیت المال مختلف صوبوں کے مراکز میں قائم کیئے گئے۔ اس کے نگران حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ماتحت ہوتے تھے۔ بالفاظ دیگر حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ پہلے باقاعدہ اس اُمت مسلمہ کے زیر مالیات تھے۔ 41

ڈاکٹر صاحب نے اس میں بیت المال یا سرکاری خزانہ کے ذرائع اور آمدنی کو بیان کیا ہے۔ جو درج ذیل ہیں۔ زکوۃ، اموال زکوۃ اور زمینی پیداوار کا عشر، مال غنیمت کا خمس، جزیہ، فیئ، کراء الارض، عشور وقف اموال فاضلہ، قطاع ضرائب، سرکاری قرضے اور خراج وغیرہ یہ سب بیت المال کے ذرائع آمدنی ہیں۔ ان کو ڈاکٹر صاحب نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں بھی بیان کیا ہے اور اس کے پس نظر کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اسلام کے قانون محاصل کا جائزہ پیش کرنے کے بعد اس اس جائزہ کی روشنی میں کتاب کے آخر پر ایسی تجاویز پیش کرتے ہیں جن کے تحت ہم پاکستان کے نظام مالیات کو اسلامی خطوط پر استوار کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب یہ تجاویز تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ا۔ تجاویز برائے سرکاری آمدن اور مالی ذرائع۔ ۲۔ تجاویز برائے سرکاری اخراجات۔ ۳۔ متفرق تجاویز۔ تجاویز برائے سرکاری آمدن اور مالی ذرائع۔ اس میں

غفاری صاحب نے نظام ٹیکس، مقاصد ٹیکس، تعداد ٹیکس، نوعیت ٹیکس، بار ٹیکس اور اور ٹیکس، ٹیکسوں کی وصولی کے اخراجات، تعیشات ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، درآمدی اور برآمدی ٹیکس دولت ٹیکس، گفٹ ٹیکس، ٹیکس چوری کی صورتیں اور علاج ان سب کو مختلف نقطہ نظر سے بیان کیا ہے۔ سرکاری اخراجات کی تجاویز میں اخراجات کے مقاصد کا تعین، اخراجات کا اصول میانہ روی سادگی اور کفایت شعاری ذرائع کا صحیح استعمال وغیرہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ متفرق تجاویز میں حکومت اور سرکاری تجاویز، تحدید ملکیت اور سرکاری زمین کی آبادکاری کو قلمبند کیا گیا ہے۔

5۔ اسلام کا اقتصادی نظام

زیر نظر کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب نے اس کی ترتیب جدید، تسہیل، تبویب اور تخریج کی۔ اس کتاب کو ۱۴ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع میں بڑی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ اور مصنف کی زندگی میں چوتھا اور آخری ایڈیشن ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔ مصنف کی وفات کے بعد پاک وہند سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ یہ کتاب ۲۵ے صفحات پر مشتمل ہے۔ غفاری صاحب لکھتے ہیں اس محسن کتاب کے بارے میں میری ذاتی رائے جو محض معتقدانہ نہیں بلکہ محققانہ اور غیر جانبدارانہ ہے یہ ہے کہ اسلام کے اقتصادی نظام" پر نظریہ اور فکر کی حد تک اس سے بہتر کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ اردو، عربی اور انگلش تینوں زبانوں کے موضوع پر لٹریچر میں اس جیسی کتاب مجھے نہیں ملی۔ لہذا کسی کی نقل نہیں بلکہ اصل (Original) ہے جسے اسلام کے بنیادی مصادر اور امہات الکتب کے منبع صافی سے تحریر کیا گیا ہے۔ کتاب بنیادی مصادر (Original Sources) کے حوالہ جات (Refrences) سے بھری نظر آتی ہے۔ جس کی مثال اس موضوع پر کسی اور کتاب میں نہیں ملتی۔ مصنف رحمہ اللہ نے مختلف معاشی موضوعات پر مسلم معیشت دانوں اور مفکرین مثلاً امام ابویوسف شاہ ولی اللہ دہلوی، امام ابن تیمیہ، امام غزالی، امام رازی، حافظ ابن قیم جوزیہ، امام ابن حزم اندلسی رحمہم اللہ کے طویل اقتباسات نقل کیے، جن سے معاشیات کے خشک موضوع کو تھکا دینے والا بننے کا خطرہ تھا۔ کوشش کی گئی ہے کہ ان طویل اقتباسات کو ضمنی عنوانات (Sub Headings) میں تقسیم کرکے اکتاہٹ اور الجھن کے احساس کو کم کیا جائے'۔

زیر تبصرہ کتاب میں اسلام کے معاشی نظام کا مکمل خاکہ پیش کیا گیا ہے اور اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ دنیا کے تمام اقتصادی نظام اور معاشی نظاموں میں اسلام کا نظام اقتصادی ہی ایسا نظام ہے جس نے سرمایہ و محنت کا صحیح توازن قائم کر کے اعتدال کا راستہ پیدا کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں درج ذیل موضوعات کو شامل کیا ہے:

معیشت، علم الاقتصاد (معیشت)، مختلف اقتصادی نظریات، افلاطون کا نظریہ اقتصاد(plantic theory of economics)، روم اور فارس کا نظام اشتراکیت اور اشتمالیت(Socialism and Communism)، صالح معاشی نظریے کی ضرورت۔ صالح معاشی نظام کی بنیادی خصوصیات، اسلام کا صالح معاشی نظام، اجمالی تعارف، دنیا کو اسلام کے صالح معاشی نظام کی ضرورت کیوں پیش آئی؟، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی رائے، پارسیوں اور رومیوں کی معاشی بے اعتدالیاں، مذکورہ معاشی بے اعتدالیوں کے مہلک اثرات، گمراہ کن عیش اور مضر معاشی تصرفات، امن وسکون کی بربادی اور معاشی دست وبرد کا آغاز، فاسد معاشی نظام کی بنیاد، کسب معاش کے باوقار طریقوں کا فقدان، بعثت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) فاسد معاشی نظام کا خاتمہ اور صالح معاشی نظام کا آغاز، اصول موضوعہ کا آغاز(Declaratory Principles)معاشیات کے جدید نظریے(Modern Theories of Economics)، معاشیات معیاری(Normative Economics)، ترتیبی اقتصادیات (آرڈینل اکنامکس) افہامی معاشیات Empirical Economics)، اسلامی معاشی نظریہ اور جدید نظریے، اسلامی معاشی نظریہ اور معیاری معاشیات کا نظریہ، اسلامی معاشی نظریہ اور افہامی معاشیات کا نظریہ اسلامی معاشی نظریہ اور ترتیبی معاشیات کا نظریہ، جدید معاشیات کی ناکامی ان سب کو مسلم اور غیر مسلم مفکر کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے42۔

قرآن عزیز کی روشنی میں، حق معیشت میں مساوات(Equality In Right to Livlihoood)، قرآنی تعلیمات، حق معیشت میں برابری، مساوات حق معیشت پر نامور مفسرین کی آراء، شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ کی رائے، علامہ ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ کی روایات، مساوات حق معیشت میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری اور اقتصادی درجہ بندی) وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔43

کسب معاش کے لیے ترغیبات(INCEITIVES FOR EARNINGS)، قرآنی تعلیمات، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ، کسب معاش کے اساسی اصول (قرآنی تعلیمات، حلال اور طیب)، حرام کمائی اور خرچ کی تفصیل (قرآنی ہدایات، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مصارف کے بنیادی اصول اور بنیادی سوالات، کیا خرچ کیا جائے؟، کس قدر خرچ کیا جائے؟ فرد کے لیے تعلیمات، خرچ میں اسراف وتبذیر نہ ہو اور خرچ میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ ان سب کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔44

(اجتماعی معاشی نظام، اجتماعی معاشی نظام اور نظام حکومت، اسلامی نظام اجتماعی کے بنیادی اصول اور ان کے معاشی اثرات)، نظام حکومت، حیثیت امیر، اطاعت امیر احادیث وآثار کی روشنی میں، التزام جماعت واطاعت امیر کتاب اللہ سے دلائل

،احادیث کی روشنی میں، شوری (ADVISORY COUNCIL) اور اہمیت شوری پر چند تاریخی نظائر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ، خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرز عمل اور خلیفہ یا عالم قانون میں رعایا کے برابر، خلیفہ اور رعایا حق معیشت میں برابر ان سب کو بیان کیا گیا ہے۔45

اعداد و شمار اور انکی اہمیت، مردم شماری، تدوین دواوین(Compilation of Registers)، وظائف (کیا، کیوں اور کیسے ؟) تنخواہ اور الاؤنس کا آغاز، غلط فہمی کا ازالہ وظائف کے شعبہ جات پہلا شعبہ بقاعدہ اور رضا کار فوجی(Army Standing and Volunteers)، دوسرا شعبہ عدلیہ اور انتظامیہ(Judiciary and Administration)، ججوں اور افسران کی تنخواہوں کی مقدار، تقر وظائف پر فقہاء کی آراء، تیسرا شعبہ تعلیم و تبلیغ(Teaching and Preaching)، تعلیمی وظائف (تنخواہوں) کا اجراء مختلف خلفاء کے ادوار میں، چوتھا شعبہ: کفالت عامہ(Social, Security ضرورت واہمیت، شعبہ کی بنیاد واساس، تقرر وظائف کے لیے مختلف خلفاء کا طرز عمل، ذمی اور فوجی خدمات، غیر مسلم رعایا کی کفالت، کفالت رعایا کے لیے خلیفہ (حاکم) کے فرائض، ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ کی رائے، مصنف مختار الکونین کی رائے، ابو بکر الکاسانی صاحب رحمہ اللہ کی رائے ان موضوعات کو قلم بند کیا گیا ہے۔46

عاملین پیدائش، اصل اور دولت، عمل پیدائش کے فوائد تمام انسانوں کے لیے ہوں، زراعت (زرعی)، ضرورت واہمیت، زراعت اور دیگر ذرائع معاش کا تقابل، امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی رائے، جواز و فضیلت زراعت کے بارے میں ایک شبہ اور اس کا حل، ترقی زراعت کے ذرائع، مالگذاری یا لگان (کرایہ)، نبی کریم صلی للی کم کا یہود خیبر سے معاہدہ مخابرہ، مزارع اروز میندار کی برابر حیثیت، لگان اور لگان سے متعلق اصطلاحات، بیجر زمینوں کو مزروعہ بنانا، بنجر زمین کی آباد کاری کی شرائط، زمین کی آباد کاری کی شرائط، ذرائع آبپاشی کو ترقی دینا، نہریں آبپاشی کے اصول، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہریں وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے 47۔

زمین کے متعلق خصوصی احکام میں زمین اور انفرادی ملکیت، زمینداری سے متعلق اسلامی ترغیبات، مزارعت اور زمینداری کے عدم جواز کی احادیث، مزارعت کے جواز کی روایات، متضاد روایات کی تطبیق، اسلام کے اقتصادی نظام میں جاگیر دارانہ نظام کی گنجائش نہیں، عراق و شام کی مفتوحہ آراضی سرکاری ملکیت رہیں، استصواب رائے عامہ پر بات کی گئی ہے۔48

تجارت، تجارت کی ترغیب، تجارت کی معاشی اہمیت، تجارت کی اہمیت وفضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں، تجارت کے بنیادی اصول، باہمی تعاون، حقیقی رضا، اہلیت معاہدہ، ناجائز اور باطل اصول تجارت، بیع حاضر للبادی، تجارت وصنعت کے

عملی وسائل، شرح تبادلہ، محصولات درآمد و بر آمد، بحری تجارت، سکہ سازی کی اسلامی تاریخ، دار الضرب (ٹکسال) کی حیثیت، تجارتی بد عنوانیوں کا انسداد، قمار یاسٹہ اسلامی اقتصادیات میں کاغذی نوٹ کی حیثیت اور تجارت وصنعت کو ترقی دینے کے طریقے دار الضرب یاٹکسال وغیرہ کو زیر بحث لایا گیاہے'۔49

تاریخ انسانی کے دو نظریے (عادلانہ نظام کا نظریہ اور سرمایہ دارانہ نظام کا نظریہ)، ربوا یا سود کی حقیقت، مہاجنی سود (USUARY) ممانعت سود قرآن کریم میں، سود کے نقصانات، معاشی نقصانات، اخلاقی اور معاشرتی نقصانات، تجارت اور سود میں فرق تجارتی سود(Commercial Interes)، حرمت سود کی عالمگیریت، جمیع انواع سود کی حرمت اور ان کے دلائل، تجارتی سود کی حرمت ربوا الفضل، زر مبادلہ کا نظام اور ربوا الفضل، سود بنام نفع (منافع)، سود اور ربوا، سود کے بغیر معاشی ترقی ممکن، ربا اور سود در سود، ربح اور ربا، علماء اسلام اور حرمت سود کے دلائل و حکم۔ سونا چاندی ذریعہ قوام حیات، ذریعہ تبادلہ(Medium of Exchange)، ذریعہ عدل و توازن (Means of Justice and Balance)، مختلف اشیاء میں مساوی قدر کا ذریعہ(Medium of Equal Value)، سونا و چاندی (نقدین) گردش میں رہیں، کنز (ذخیرہ) نہ بنیں، سونا چاندی کا نقد کے سوا دوسرا استعمال ناجائز، سونا چاندی کا تبادلہ معاشی لین دین کی سہولت کا ذریعہ، ہم جنس (Homogeneous) سکوں کا تبادلہ مساوی، امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کے دلائل سود، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے دلائل امام غزالی رحمہ اللہ کے دلائل سود اور بنکاری کے باب میں ان سب کو زیر بحث لایا گیاہے50۔

مذاہب عالم اور اسلام کا اقتصادی نظام، عیسائیت کی معاشی تعلیمات، محنت سے نفرت کی تعلیم، دولت سے نفرت کی تعلیم سرمایہ داری ناپسندیدہ، کسی اقتصادی نظام کی عدم موجودگی، کاروبار شراب کا جواز، ویدک دھرم کی معاشی تعلیم، منو کا قانون برائے سود، سرمایہ کاری، اسلام کا اقتصادی نظام اور سوشلزم، سرمایہ دارانہ نظام کا اسلامی نظام کے ساتھ موازنہ اور زرتشتی مذہب کی معاشی تعلیم وغیرہ زیر بحث لائے گئے ہیں۔51

6۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی

زیر تبصرہ کتاب "نبی کریم صلی ایم کی معاشی زندگی پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری کی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے نبی کریم صلی ایم کی سیرت کی روشنی میں معاشی مسائل اور ان کا حل پیش کیاہے۔ مصنف نے لکھاہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معاشی زندگی پر قلم اٹھا کر بہت بڑی جسارت کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ مجھے یقین کی حد تک ڈر ہے کہ میں نے حق ادا نہیں کیا اور نہ ہی میرے جیسے کم مایہ امتی کے لئے یہ ممکن تھا۔ بس ایک تمنا تھی کہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سیرت نگاروں کی فہرست میں مجھ ناکارہ کا نام بھی درج ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی

معاشی زندگی پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب جنوری ۱۹۹۹ دیال سنگ ٹرسٹ لابریری لاہور سے ناشر ہوئی۔ یہ کتاب چھوٹے بڑے نو(۹) ابواب اور دو ضمیموں پر مشتمل ہے۔

سب سے پہلے جاہلی عرب کے معاشی نظام پر بات کی گئی ہے۔ جاہلی عرب کے نظام معاش، نظام زراعت و تجارت، صنعت و حرفت، معاشی پیشوں اور رواجوں وغیرہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ بھی بتانے کی سعی کی گئی ہے کہ جاہلی عرب کے معاشی نظام میں کیا کیا خرابیاں تھیں جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح فرمائی۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت تا آغاز نبوت کی زندگی کے معاشی حالات وواقعات کو بیان کیا گیا ہے، اس باب میں آپ کی ولادت باسعادت کے وقت والدین کی معاشی حالت، آپ کی رضاعت، کفالت، گلہ بانی، تجارتی مشاغل اور حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دولت وغیرہ کے موضوعات پر لکھا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک تا ہجرت مدینہ منورہ کے معاشی حالات کو بیان کیا گیا ہے کہ سرداران قریش اور رؤساء طائف کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کی معاشی وجوہ کیا تھیں ؟ مکہ مکرمہ میں آپ صلی کا معاشی ذریعہ کیا تھا؟ علاوہ ازیں معراج اور سفر ہجرت کے معاشی مضامین بھی بتائے گئے ہیں۔ ہجرت کے وقت مدینہ منورہ کی معاشی حالت بیان کی گئی ہے۔ قیام مدینہ منورہ کے ابتدائی حالات بتائے گئے ہیں۔

ابتدائی ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، اپنے مکانات میں منتقلی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ معاش، موافاۃ بین المہاجرین والانصار کے معاشی فوائد، اصحاب صفہ کی کفالت و تربیت کے معاشی مضمرات، یثاق مدینہ منورہ کے معاشی پہلو وغیرہ پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ غزوات و سرایا کے معاشی پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے ۔ غزوات و سرایا کے معاشی ثمرات مثلاً غارت گری کا خاتمہ، دشمن کی معاشی قوت کو کمزور کرنا، مالِ غنیمت کا حصول، غنائم کی تفصیل وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مالیاتی نظام پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرائع آمدن، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالیاتی پالیسی، بیت المال کے اخراجات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکومتی اخراجات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی اخراجات کے بیانات شامل ہیں۔ وقت رحلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات اور ان سے متعلق چند معاشی تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔ مصنف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نورانی اخلاق واطوار کا احاطہ کرنے کی بھی ایک حقیر کوشش کی ہے جن کا تعلق معاشیات سے ہے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد و قناعت، سفاوت وفیاضی، فقراء سے محبت، مہمان نوازی، حلال و حرام کی تمیز اور ادائیگی قرض کا احساس وغیرہ۔ آخر میں دو ضمیمے بھی شامل ہیں۔ ضمیمہ اول میں زکوۃ کے چند اہم مسائل کو شامل کیا ہے جبکہ ضمیمہ دوم میں شرکاء بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک اسماء گرامی ذکر کئے گئے ہیں۔ ہر باب میں موجود موضوعات کو غفاری

صاحب نے تفصیل سے بیان کیا ہے ان میں سے چند موضوعات کو ہم زیر بحث لاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معاشی زندگی کا تذکرہ کرنے سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے جاہلی عرب کے معاشی نظام کو بیان کیا ہے۔ عرب کی تجارت، قریش مکہ کے تجارتی اسفار، قریش بطور تاجر قوم، قریش کے تجارتی قافلے، اہل مکہ کی درآمدات اور برآمدات، قریش مکہ کے تجارتی معاہدے، دور جہالت کے تجارتی میلے، دور جہالت کا تجارتی سود اور دور جہالت کی چند تجارتی شکلوں کو بیان کیا ہے۔

غفاری صاحب لکھتے ہیں عرب قوم کا دنیا کی دیگر اقوام عالم میں تعارف بحیثیت تجارت پیشہ قوم تھا۔ مکہ مکرمہ جو بیت اللہ کی وجہ سے مقدس شہر خیال کیا جاتا تھا مرجع خلائق تھا اور قریب و دور کے شہروں اور علاقوں سے عرب اس کی زیارت اور طواف کے لئے آتے تھے۔ ایام حج میں خانہ کعبہ کے قرب وجوار میں حدود حرم کے اندر بڑے بڑے بازار لگتے تھے جن سے حجاج کرام اپنی ضروریات خریدتے اور دیگر سامان خرید کر اپنے وطن واپسی پر ساتھ لے جاتے تھے ان بڑے بڑے بازاروں میں چند اہم کے نام کتب تاریخ میں محفوظ ہیں۔ مثلاً سوق العطارین(Perfumes Market)عطر فروشوں کا بازار، سوق الفاکھتہ(Fruits Market) پھلوں کا بازار، سوق الرطب(Dates Market) کھجور منڈی، سوق للبزازین (Cloth Market) کپڑوں کا بازار وغیرہ۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اہل مکہ تجارتی کاروبار میں کتنے ترقی یافتہ تھے۔52

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی مشاغل کو بیان کرنے سے پہلے مصنف نے دور جہالت کی چند تجارتی شکلوں کو بیان کیا ہے ۔اسلام نے ان تمام تجارتی شکلوں کو ممنوع قرار دیا۔ بیع منابذہ: جب بائع (فروخت کرنے والا) مشتری (خریدار) کی طرف کپڑا اچھینک دیتا تو بیع لازم ہو جاتی۔ بیع ملامسہ: جب مشتری مبیع (فروخت اور خرید کی جانے والی شے) کو چھولیتا تو بیع لازم ہو جاتی حتی کہ وہ نہ تو مبیع کو کھول سکے اور نہ الٹ کر دیکھ سکے۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی کہ آنکھیں بند کر کے تجارتی مال پر ہاتھ لگایا جاتا اور یہ بات طے کر لی جاتی کہ جس مال پر ہاتھ پڑے وہ اتنی قیمت کا ہوا۔ بیع جبل الحبلۃ: مشتری اونٹنی اس وعدہ پر لیتا کہ جب وہ بنے پھر اس کا جو بچہ ہو وہ جنے تب اس کی قیمت ادا کروں گا۔ بیع صفقہ: جب مشتری کوئی چیز خرید تا وہ بائع کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مار کر یہ ثابت کرتا کہ اب بیع مکمل ہو گئی۔ اس وجہ سے اس بیع کو بیع صلقہ کہا جاتا تھا۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا کہ بائع چاہے نہ چاہے مشتری چالاکی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بیع کر لیتا جو بائع کو مجبور قبول کرنا پڑتی تھی۔ صفقہ تالی پیٹنے کو کہتے ہیں۔53

اسکے بعد آپ صلی للہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی پر بات کی گئ ہے: غفاری صاحب لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دس بارہ برس کے ہوئے تو بکریاں چرانا شروع کیں۔ یہ انسانیت کی گلہ بانی کا دیباچہ تھا۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِيَ إِلَّا وَقَدْ رَعَى الْغَنَمَ قِيْلَ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَأَنَا، أَنَا رَعَيْتُهَا لأَهْلِ مَكَّةَ بِالْقَرَارِيط

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی نبی ایسے مبعوث نہیں ہوئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں، دریافت کیا گیا کہ آپ نے بھی یارسول اللہ ؟ فرمایاہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں قراریط پر چراتا تھا"۔54

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے تو آپ نے تجارت کو معاشی ذریعہ بنایا اس انتخاب کی وجوہ میں سے نمایاں وجہ یہ تھی کہ آپ صلی الم کے خاندان بنو ہاشم اور قریش مکہ تجارت پیشہ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد تجارت ہی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چا ابو طالب کے ساتھ رہ کر اور ان کے ساتھ بعض تجارتی سفر کر کے تجارتی معاملات کا تجربہ حاصل کر لیا تھا۔ آپ کے تجارتی اخلاق کا ہر شخص گرویدہ تھا تجارتی کاروبار میں جو صفت سب سے زیادہ تجار اور گاہکوں کی توجہ کسی تاجر کی طرف مبذول کراتی ہے وہ صدق اور امانت ہے۔ مسلم عبد اللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "زمانہ جاہلیت میں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تجارت تھا۔ جب اسلام قبول کرنے کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے سوال کیا۔ مجھے پہچانتے بھی ہو؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں "55

آپ تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھی شریک تھے۔ نہ کسی بات کو ٹالتے تھے نہ ہی تکرار کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تجارتی اسفار بھی کئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شام، یمن اور بحرین کا سفر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اور اپنے اہل خانہ کی معاشی ضروریات کی کفالت کا برابر فکر فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک فکر امت مسلمہ کے محتاجوں اور غرباء کے لئے ذریعہ رحمت وکرم ہے کہ جو شخص بھی معاشی فکر میں مبتلا ہو گا اس کی فکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر سے ملے گی اور اس پر اُس شخص کو جو معاشی فکر میں مبتلا ہو گا اللہ کریم کے دربار سے ثواب ملے گا۔ اس لئے رزق حلال کے لئے جدوجہد کرنا کار ثواب قرار دیا گیا۔ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم زراعت پیشہ تھے۔ وہ اپنے کھیتوں (کھجوروں کے باغات) میں سے ایک درخت کو نشان لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر دیتے جس کا پھل آپ کی خدمت میں پہنچ جاتا۔ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ سعادت مندی آپ کی اجازت سے ہوتی تھی۔

جہاد فی سبیل اللہ کا ایک ثمرہ مالِ غنیمت بھی ہوتا تھا۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بھی ہوتا تھا۔ آپ کا حصہ دو صورتوں میں ملتا۔ بحیثیت مجاہد وغازی اور بحیثیت رئیس مملکت۔ آپ کو (خمس) ملتا۔ جو گو بیت المال کا حصہ ہوتا۔ مگر اس سے آپ کی ضروریات بھی پوری کی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ معاش فدک کی آمدنی اور مخیریق کی جائیداد بھی تھی۔ اس میں شک اور شبہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فقر اختیاری تھا آپ نے دراثت وغیرہ اس لئے نہ چھوڑی کہ انبیاء کرام علیہم السلام درہم و دینار نہیں چھوڑا کرتے مگر اس میں اُمت کے لئے بہت ساری معاشی تعلیمات Economic Teachings))ہیں۔ مثلاً: فقیر اور سادگی سے زندگی گزار لینا انسان کو بہت سی معاشی پریشانیوں Economic Worries))اور ضرورت سے زیادہ معاشی جدوجہد(Economic Struggle)سے نجات دیتا ہے۔ اس طرح انسان کو نہ دینی سکون نصیب ہوتا ہے اور وہ اُمت کی بہتری کے لئے بہت سے دوسرے امور خیر انجام دے سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم ہو کر بھی فقر اختیار کر کے عام انسانوں اور بادشاہوں تک یہ تعلیم دی ہے کہ زندگی تو اس طرح بھی کٹ سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام متروکات اُمت کے لئے وقف کر کے اغنیاء کو یہ سبق دیا ہے کہ وہ اگر اپنی زندگی میں بخل اور مال کی محبت میں اُمت کے فقراء و محتاجوں کے لئے کچھ نہیں کر سکے، اس سے کم کر گئے تو اپنی موت کے وقت یہ وصیت کر دیں کہ ان کی وراثت کا ایک حصہ اُمت کے فقراء اور محتاجوں کی معاشی فلاحEconomic Welfare)) پر خرچ کر دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اغنیاء کو اپنا ایک تہائی مال یوں وصیت کر دینے کی ترغیبی اجازت دی ہے۔56

کتاب کے آخر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی اسوہ حسنہ کو بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ اپنی کاملیت اور جامعیت کے اس اعلیٰ ترین درجہ پر ہیں جن کا انسانی عقل اوراک نہیں کر سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ اپنی جامعیت میں تمام انسانوں کے لئے نمونہ ہیں جن سے دنیا کا کوئی انسان بھی اپنی زندگی کے جس شعبہ کے لئے چاہے ہدایات کا وافر ذخیرہ پا سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ آپ کے لئے نمونہ بن سکتی ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ہو۔ معاشیات ہو، سیاسیات ہو، اخلاقیات ہو، عبادات ہو، فرد کی زندگی ہو یا جماعتی زندگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے بہترین نمونہ رکھتا ہے۔ آپ بیٹا ہیں، باپ ہیں، بھائی ہیں، ساتھی ہیں، دشمن ہیں، تاجر ہیں، صنعت کار ہیں، کارخانہ دار ہیں، مزدور ہیں، زمیندار ہیں، مزارع ہیں، سیاستدان ہیں، معیشت دان ہیں، بادشاہ ہیں، رعایا ہے خوش حال ہیں یا پریشان ہیں۔ غرض آپ جو بھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ آپ کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی سیرت طیبہ) میں بہترین نمونہ موجود ہے۔"57

جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی اسوہ حسنہ کا موضوع زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو ہمارا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی رویہ پر غور کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی روشنی میں ہم بھی اپنی معاشی زندگی کو ڈھال سکیں اور دنیا و آخرت میں عزت اور کامیابی والے بن جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاشی اسوہ حسنہ تو یہ سبق سکھاتا ہے کہ خود بھوکا رہ کر تمام خوراک بھوکوں اور مہمانوں کو کھلا دی جائے اور اپنا نقصان کر کے بھی دوسرے مسلمان بھائی کے نفع کا تحفظ کیا جائے۔ اس اجمال کی تفصیل کے لئے ہم یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی اُسوہ حسنہ کے چند پہلوؤں کا مطالعہ کریں گے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا اولین پہلو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محنت کر کے اللہ کریم کے خزانوں سے رزق کماتے، خود کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی اسوہ حسنہ کا دوسرا نمایاں پہلو حلال اور حرام کی تمیز ہے۔ موجودہ سرمایہ دارانہ معاشیات میں یہ ورق بالکل ہی صاف ہے یہاں حرام و حلال کی تمیز شاید کوئی اخلاقی قدر ہو تو ہو مگر معاشی اصول نہیں ہے۔ سخاوت اور فیاضی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے دو ایسے پرتو ہیں جن کی چمک سے افلاس اور محتاجی کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے انسانوں کے محتاج خانے بھی اُمید اور خوش حالی کے نور سے جگمگانے لگتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخاوت و فیاضی کے اوصاف حمیدہ کے ذریعے اپنے مال و دولت میں اپنی امت کے غریبوں اور بے نواؤں کو شامل فرمایا: اور یوں گردش دولت (Circulation of Wealth) کی راہیں کشادہ کر دیں اور بخل و ارتکاز اور اکتناز دولت کی عادات رذیلہ کے مضر اور معاشی اثرات کا علاج فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری زندگی کا یہ عمل رہا کہ جو کچھ آیا اللہ کریم کی رضا کی خاطر اللہ کریم کے محتاج بندوں پر خرچ کر دیا۔ نبی کریم صلی یکم فرمایا کرتے تھے۔ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ يُعْطِي میں تو صرف تقسیم کرنے والا اور خازن ہوں دینے والا تو اللہ کریم ہی ہے۔58

نتیجہ بحث

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری کی معاشی تصانیف کا معاصر تناظر میں تجزیاتی مطالعہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کس طرح ان کی تحریریں اسلامی اصولوں کے تحت جدید معاشی مسائل کا مؤثر جواب فراہم کرتی ہیں۔ ان کی کتابیں، جیسے "اسلام کا معاشی نظام" اور "تجارت کے اسلامی اصول و ضوابط"، اسلامی معیشت کی گہرائیوں کو اجاگر کرتی ہیں اور موجودہ دور کے معاشی چیلنجز جیسے کہ اقتصادی نابرابری، پائیدار ترقی، اور اخلاقی مالیات کے مسائل پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اس مطالعے کے

ذریعے، ڈاکٹر غفاری کے نظریات کی اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے اور روایتی معاشی فکر کو جدید اقتصادی حالات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو محققین اور عملی طور پر کام کرنے والوں کے لیے قیمتی بصیرت فراہم کرتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:31
2. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:33
3. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:55
4. سورۃ الانعام6:38
5. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:59
6. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:61
7. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:68
8. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:69
9. سورۃ البقرہ2: 255
10. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:99
11. الشوری42:15
12. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، شیخ الهند اکیڈمی، کراچی، ص:354
13. البقرہ2:110
14. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الهند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:19
15. الجمعۃ62:10
16. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الهند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:26
17. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الهند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:31
18. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الهند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:33
19. النسا4:١

20. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الھند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:74
21. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الھند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:79
22. البقرۃ2:275
23. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الھند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:87
24. المطففین83:3-1
25. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، شیخ الھند اکیڈمی ۲۰۰۹، کراچی، ص:94
26. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:11
27. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:13
28. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:17
29. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:22
30. الماعون107:3-1
31. الفاطر35:29
32. الحدید57:11
33. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، موجودہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام تکافل اجتماعی، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:161
34. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا قانون محاصل، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص:19
35. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا قانون محاصل، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص:27
36. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا قانون محاصل، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص:35
37. الحشر59:7
38. البقرہ2:219
39. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا قانون محاصل، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص:37
40. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا قانون محاصل، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص:37
41. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا قانون محاصل، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص:46,47
42. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:83-55
43. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص112-9 8
44. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:147-129
45. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:193-163
46. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:312-276

47. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:418-324
48. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:436-421
49. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:481-443
50. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:523-485
51. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، اسلام کا اقتصادی نظام (ترتیب جدید، تسہیل)، شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، ص:680-663
52. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۹، لاہور، ص:22
53. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۹، لاہور، ص:40-39
54. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۹، لاہور، ص:77-76
55. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۹، لاہور، ص:79
56. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۹، لاہور، ص:355
57. الاحزاب 21:33
58. غفاری، محمد نور، ڈاکٹر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۹، لاہور، ص:364